راہ آزادی

حصہ اوّل

جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ اقوام ہند کی
جداگانہ حکومتوں کا قیام ہندوستان کی آزادی
کا پہلا قدم اور واحد ذریعہ ہے

از
صولت علی خاں رامپوری

قیمت ۱ر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آجکل ہندوستان میں عام طور پر یہ بحث چھڑی ہوئی ہے کہ ہندوستان کو بیرونی اقتدار سے آزاد کرانیکا کام ہندوستان میں ایک متحدہ قومی حکومت کیصورت میں کامیابی کے ساتھ انجام پا سکتا ہے یا مختلف اقوام ہند کی جداگانہ حکومتوں کے قیام کی صورت میں۔ افسوس ہے کہ اس بحث نے ہندوستان کے ہر معاملہ کی طرح جماعتی نزاع کی صورت اختیار کرلی ہے ورنہ یہ بحث بجائے خود اسقدر دلچسپ اور نتیجہ خیز ہے کہ اس پر خالی الذہن ہوکر غور کرنیکے بعد کسی موافق یا مخالف نتیجہ پر پہونچنا ہندوستان کے دوستوں کا سب سے پہلا فرض ہونا چاہئے۔ رسالہ ہذا میں میں اسی فرض کو ادا کرنے کی کوشش کروں گا۔

ہندوستان میں متحدہ قومی حکومت کے تصور کی پیدائش کب اور کسطرح ہوئی اس سلسلہ میں سب سے پہلے یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ ہندوستان کیلئے ایک متحدہ قومی حکومت کا تصور دیسی پیداوار ہے یا موجودہ زمانہ کی دوسری مصنوعات کیطرح باہر سے لایا گیا ہے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ ہندوستان میں متحدہ قومی حکومت کا تصور

کبھی پیدا نہیں ہوا۔ ہندوستان کے بعض بدھ، ہندو اور مسلم فرماں رواؤں کی وسیع حکومتیں ان معنی میں متحدہ حکومتیں تھیں کہ کل یا تقریباً کل ہندوستان ان حکومتوں میں داخل تھا لیکن قومی حکومتیں نہیں تھیں اسلئے کہ تمام اہل ہند کے بجائے صرف فرمانروا جماعت کی فرقہ وارانہ حکومتیں تھیں جن سے دوسری جماعتوں کو کوئی ہمدردی نہیں تھی چنانچہ ہر جماعت کی حکومت کو اپنے اپنے وقت میں دوسری جماعتوں کی طرف سے شدید مخالفت کا مقابلہ کرنا پڑتا تھا۔ اس بیان سے واضح ہو گیا ہوگا کہ انگریزوں کی آمد سے پہلے ہندوستان میں ایک متحدہ قومی حکومت کا تصوّر مفقود تھا انگریزوں نے آکر ہندوستان میں پہلی مرتبہ متحدہ قومیت اور متحدہ قومی حکومت کا تصور پیدا کیا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ متحدہ قومیت اور متحدہ قومی حکومت کا جو سبق انگریزوں نے ہندوستانیوں کو پڑھایا اس پر خود انگریزوں اور دوسری یورپین اقوام نے یورپ میں کس حد تک عمل کیا۔

متحدہ قومی حکومت اور اقوام یورپ سب جانتے ہیں کہ یورپ کی تمام اقوام کی تہذیب، تمدن اور معاشرت میں پوری یکسانیت پائی جاتی ہے اور سارا یورپ مذہب کے لحاظ سے عیسائی اور نسل و زبان کے اعتبار سے ایرین ہی لیکن یہ حقیقت ہے کہ قومیت کے تمام مندرجہ بالا اجزاء ترکیبی میں کامل اتحاد کے باوجود یورپ میں ایک ایسی عام اور متحدہ قومیت کبھی پیدا نہیں ہوئی جو تمام اہل یورپ کو اپنے اندر جذب کر سکتی اور چونکہ متحدہ قومیت پیدا نہیں

ہو سکی اسلئے ایسی متحدہ قومی حکومت بھی قایم نہیں ہو سکی جس سے تمام اہل یورپ مطمئن ہو سکے ہوں آج بھی یورپ کی کئی قومیں اس بات کی تو آرزو مند ہیں کہ اون کی جداگانہ قومی حکومت سارے یورپ پر مسلط ہو جائے لیکن یورپ کی کوئی قوم اس بات کو سننا بھی پسند نہیں کرتی کہ وہ اپنی جداگانہ قومیت کو چھوڑ کر متحدہ یورپین قومیت میں جذب ہو جائے اور اپنی جداگانہ قومی حکومت کے بجائے متحدہ یورپین حکومت میں زندگی بسر کرے۔ اس میں شک نہیں کہ یورپ میں متعدد اور جداگانہ آزاد حکومتوں کے وجود نے یورپ کو آگ اور خون کا جہنم بنا رکھا ہے لیکن اس جہنم سے نکلکر متحدہ یورپین قومیت اور متحدہ یورپین حکومت کی بہشت میں داخل ہونے کیلئے یورپین اقوام ہرگز آمادہ نہیں ہیں۔ یہ واضح رہے کہ اپنی جداگانہ قومی حکومت سے وابستگی کے جذبہ کے لحاظ سے انگریز بھی یورپ کی کسی قوم سے پیچھے نہیں ہیں۔

متحدہ قومی حکومت اور اقوام بلقان یورپ کی طرح بلقان کی تمام اقوام کی تہذیب، تمدن، معاشرت، مذہب، نسل اور زبان میں بھی بڑی حد تک یکسانیت پائی جاتی ہے لیکن اسکے باوجود بلقانی اقوام میں بھی متحدہ قومیت اور متحدہ قومی حکومت کا وجود مفقود رہا ہے۔ بلاشبہ حکومت عثمانیہ کے عہد میں سارا یورپ ایک مرکزی حکومت کے دائرہ میں داخل تھا مگر یہ حکومت بلقان کی صرف متحدہ حکومت تھی قومی حکومت نہیں تھی یہی وجہ ہے کہ اس کا وجود صرف عثمانی اقتدار کا

نتیجہ تھا اہل بلقان کے متحدہ قومی احساس کا نتیجہ نہیں تھا چنانچہ عثمانی اقتدار کے کمزور ہوتے ہی فنا ہو گیا۔

بلقان کی آزادی کی تاریخ ہندوستانیوں کیلئے خاص طور پر سبق آموز ہے جسطرح آج اقوام ہند انگریزی اقتدار سے آزاد ہونے کیلئے بیچین ہیں اسیطرح اقوام بلقان بھی عثمانی اقتدار سے آزادی حاصل کرنے کیلئے مضطرب رہتی تھیں لیکن عثمانی اقتدار کے زمانہ میں بلقان کا حکومتی اتحاد اہل بلقان کو عثمانی اقتدار کے مقابلہ میں کبھی بھی متحد العمل نہ بنا سکا۔ عثمانی عہد میں بلقانی اقوام ہمیشہ ایک دوسرے سے بدگمان اور باہم دست و گریباں رہتی تھیں اور عثمانی اقتدار کے خلاف اگر بلقان میں کوئی حرکت ہوتی بھی تھی تو وہ ایک وقت میں کسی ایک بلقانی قوم تک محدود رہتی تھی نتیجہ یہ ہوا کہ عثمانی اقتدار کی عمر طویل سے طویل تر ہوتی چلی گئی جیسے کہ آجکل ہندوستان میں انگریزی اقتدار کی حالت ہے۔ جب کئی صدیاں اسیطرح گذر گئیں اور یورپ کی دول عظام نے اپنے مستعمرانہ مفاد کے ماتحت عثمانی حکومت کو کمزور کرنا چاہا تو یورپ کے دباؤ سے ہر ایک بلقانی قوم کو ایسے علاقوں میں جہاں وہ اکثریت میں تھی اپنی جداگانہ نیم آزاد حکومت قایم کرنیکا موقع مل گیا۔ بلقانی اقوام کی نیم آزاد حکومتیں قایم کرانے میں انگریزوں کو بھی کافی دخل تھا لیکن اسوقت نہ تو انگریزوں نے، نہ یورپ کی کسی اور قوم نے اور نہ خود اہل بلقان نے بلقان کے

مختلف حصص کی جداگانہ آزادی کو بلقان کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے سے تعبیر کیا۔ سب ہی نے تو اوس چیز کو مسرت کے ساتھ قبول کر لیا جس پر آج ہندوستان کے تعلق میں اسقدر ماتم کیا جا رہا ہے۔ تعجب ہوتا ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ ان ماتم کرنے والوں میں انگریز بھی شامل ہیں۔ بہر حال جب ایک مرتبہ اتحاد بلقان اور متحدہ بلقانی حکومت کی بیڑیاں بلقانی اقوام کے پیروں سے کٹ گئیں اور جداگانہ نیم آزاد حکومتوں کے قیام سے بلقانی اقوام کو اپنا مستقبل معین صورت میں نظر آنے لگا تو اسکے بعد بلقانی اقوام نے عثمانی اقتدار سے کامل آزادی حاصل کرنے کے لئے باہم متحد العمل ہونے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا اور ہر جداگانہ بلقانی حکومت کم از کم عثمانیوں کے مقابلہ میں دوسری بلقانی حکومتوں کی امداد کرنے کیلئے ہمیشہ تیار رہی اور بالآخر ہر بلقانی حکومت نے باہمی امداد سے عثمانی اقتدار سے کامل آزادی حاصل کر لی۔

متحدہ قومی حکومت اور ہندوستان

یورپ اور بلقان کے برخلاف ہندوستان میں تہذیب، تمدن، معاشرت، مذہب، نسل اور زبان کے ایسے اختلافات موجود ہیں جنکی نظیر دنیا کے کسی اور ملک میں بمشکل مل سکیگی ان اختلافات کی موجودگی میں ناممکن ہے کہ اہل ہند میں متحدہ قومیت کا احساس کوئی حقیقی، موثر اور دیرپا صورت قبول کر سکے اور اوس کے نتیجہ میں ہندوستان میں کوئی ایسی متحدہ قومی حکومت قایم ہو سکے جو اہل ہند کیلئے اطمینان،

امن اور خوشحالی کا باعث ہو۔ ہندوستان میں متحدہ قومیت اور متحدہ
قومی حکومت کا تصور انگریزی [illegible]
ہندو اکثریت کے غیر ہندو اقلیات سے [illegible] حاصل کرنے کے
شوق کا نتیجہ ہے۔ اگر ہندوستان میں غیر ہندو اقلیات موجود نہ ہوتیں تو خود
ہندوؤں میں ایک عام اور متحدہ ہندوستانی قومیت و حکومت کا خیال پیدا
ہونا اسیطرح ناممکن ہوتا جس طرح بحالت موجودہ اہل یورپ میں متحدہ یورپین
قومیت و حکومت کا اور اہل بلقان میں متحدہ بلقانی قومیت و حکومت کا خیال پیدا
ہونا ناممکن ہے کیونکہ اقوام یورپ اور اقوام بلقان میں جو قومی امتیازات خصوصیات
اور اختلافات پائے جاتے ہیں اون سے بدرجہا زیادہ ہندوستان کے مختلف
صوبہ جات کے ہندوؤں میں موجود ہیں، جرمنوں، فرانسیسیوں، انگریزوں اور
اطالویوں میں جو یکسانیت پائی جاتی ہے پنجاب، بنگال اور مدراس کے ہندوؤں
میں اوسکا تلاش کرنا بیسود ہے۔ پھر جب ہندوؤں کی یہ کیفیت ہے تو غیر ہندو
اقلیات کے قومی امتیازات، خصوصیات اور اختلافات کا تو ذکر ہی بیکار ہے
ظاہر ہے کہ ایک ایسا تصور اور ایک ایسا نظام حکومت جو اپنے وجود کے لئے
انگریزی [illegible] کا رہین منت ہو اور جسکی اندرونی طاقت غیر ہندو اقلیات
کے خلاف اکثریت کے جذبہ تفوق پر مبنی ہو اور جس کو دنیا کی آزاد اور آزادی
طلب اقوام کی [illegible] اقوام ہند کے خصوصی [illegible]

حاصل ہو وہ ہندوستان میں دیر تک قایم نہیں رہ سکتا اسلیئے آزاد ہندوستان کا خاکہ بنانے کیلئے ہمیں دُنیا کے اون ممالک کے طریق حصول آزادی سے مدد لینا پڑیگی جنھوں نے آزادی تو متحدہ جدوجہد سے حاصل کی لیکن متحدہ قومیت اور متحدہ قومی حکومت کے قیام سے اجتناب کیا اور اس اجتناب میں انگریزوں کی پوری تائید اونکو حاصل رہی۔ ایسے ممالک میں سے بلقان کی مندرجہ بالا نظیر ہندوستان پر سب سے زیادہ چسپاں ہوتی ہے۔

جداگانہ حکومتیں اور ہندوستان مندرجہ بالا مباحث سے واضح ہو گیا ہو گا کہ انسانوں کے ایسے گروہ جو ہزاروں سال تک ایک جگہ رہنے کے باوجود قومیت کے اجزاء ترکیبی کے لحاظ سے باہم مختلف ہوں جیسے کہ اہل ہند ہیں اون کی نسبت قدرت کا اٹل فیصلہ یہی ہے کہ وہ جداگانہ اور مستقل قومیں ہیں اون میں نہ تو متحدہ قومیت کا احساس پیدا ہو سکتا ہے اور نہ وہ ایک متحدہ حکومت کی حالت میں حصول آزادی کے لیے متحد العمل ہو سکتے ہیں پس اگر اہل ہند آزادی ہند کے واقعی خواہاں ہیں تو اُس کی واحد ممکن صورت یہی ہے کہ ہندوستان کی ہر اوس بڑی اور چھوٹی قوم کو جو اپنے آپ کو جداگانہ قوم یقین کرتی ہو یہ حق حاصل ہو کہ وہ ایسے رقبہ جات کے اندر جہاں اوس قوم کی اکثریت ہو جب چاہے اپنی جداگانہ آزاد حکومت قایم کر لے۔ اگر ایسا کیا گیا تو ہندوستان کی تمام اقوام مثلاً پارسی، سکھ، دیسی عیسائی، دراوڑ،

اچھوت، مسلمان اور ہندو بیرونی اقتدار کے خلاف متحدہ محاذ قایم کرکے بہت جلد آزاد ہو جائینگی اور اسطرح آزاد ہندوستان چھوٹے پیمانہ پر آزاد یورپ کا نقشہ پیش کر سکے گا کیونکہ کسی قوم کی حکومت ایک ضلع پر ہوگی، کسی کی چند اضلاع پر، کسی کی نصف صوبہ پر، کسی کی پورے صوبہ پر اور کسی کی چند صوبجات پر لیکن اگر ہندوستان میں موجودہ مرکزی حکومت کے باقی رکھنے یا کسیطرح کی متحدہ قومی حکومت کے قایم کرنے کی کوشش کی گئی تو پھر ہندوستان میں بیرونی اقتدار کے خلاف متحدہ محاذ قیامت تک قایم نہیں ہو سکیگا۔

سمجھ میں نہیں آتا کہ جو لوگ اقوام ہند کے لئے فرانس اور جرمنی وغیرہ اقوام یورپ کی سی آزادی سے جو اقوام ہند کی جداگانہ آزاد حکومتوں کی صورت میں ہی ممکن ہے، انکار کرتے ہیں وہ اپنے دعوئ طلب آزادی میں کہاں تک سچے ہیں۔ کاش ہندوستان کے یہ طالبان آزادی اسوقت صرف غلامی سے نکلکر اقوام یورپ و بلقان کی طرح "بری قسم کی آزادی" کے حصول کو ہی کافی سمجھیں اور ہندوستان میں متحدہ قومی حکومت کے قیام کو جس کو وہ اپنے خیال میں "اچھی قسم کی آزادی" سمجھتے ہیں یورپ اور بلقان میں ایسی آزادی کے قیام تک ملتوی کر دیں۔ حیف ہے کہ نوعیت آزادی میں اختلاف کی وجہ سے جنس آزادی کو ٹھکرایا جا رہا ہے۔ یہ کہاں کی عقلمندی ہے کہ ہم یورپ کی ایک قوم کی غلامی کو صرف اسلئے برداشت کر رہے ہیں کہ ہمیں جو آزادی

ملسکتی ہے وہ فقط اقوام یورپ کی سی آزادی ہے ویسی آزادی نہیں ہو جسکا نقشہ متحدہ ہندوستان کی غیر تاریخی اور غیر فطری صورت میں ہم نے اپنے ذہن کے اندر تیار کر رکھا ہے اور جسکا ذہن سے باہر کہیں وجود نہیں ہے۔
یاد رکھو کہ بلقان کی آزادی صرف بلقان کی جداگانہ آزاد حکومتوں کے قیام کا ہی نتیجہ تھی اگر بلقانی مدبرین عثمانی حکومت سے آزادی حاصل کرنے کی پہلی شرط اس بات کو قرار دیتے کہ تمام اقوام بلقان آزادی کی جدوجہد کے دوران میں بلقان کی موجودہ مرکزی حکومت کو باقی رکھنا اور آزادی کے حصول کر بعد متحدہ قومی حکومت قایم کرنا پیشگی منظور کر لیں تو اس صورت میں عثمانی اقتدار سے آزادی حاصل کرنے کے لئے اقوام بلقان کا متحدہ محاذ ہرگز قایم نہیں ہو سکتا تھا۔ بلقان کے وہ مدبرین حقیقی وطن پرست تھے جنہوں نے بلقان کی آزادی کے عشق میں اقوام بلقان کی جداگانہ حکومتوں کو منظور کر کے بلقان کی کامل آزادی کا راستہ صاف کر دیا اور بلقان میں متحدہ قومی حکومت قایم کرنے کے سوال پر بلقان کی آزادی کو بھینٹ نہیں چڑھایا لیکن ہندوستان کے وہ نام نہاد قوم پرست اصلی وطن فروش ہیں جو آزادی ہند کے لیے متحدہ محاذ پیدا کرنے کے واسطے اقوام ہند کیلئے جداگانہ حکومتوں کے حق کو تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے اور ہندوستان کے موجودہ مرکزی نظام حکومت کو باقی رکھنے کے سوال پر ہندوستان کی آزادی کے راستہ کا سنگِ گران بنے ہوئے ہیں۔

جداگانہ حکومتوں کی مخالفت ہندوستان میں جداگانہ آزاد حکومتوں کی مخالفت کے سلسلہ میں کہا جاتا ہے کہ یورپ اور امریکہ میں یہ میلان عام ہو رہا ہے کہ ان براعظموں کی جداگانہ آزاد حکومتوں کے درمیان کوئی ایسا بین الاقوامی رشتہ اتحاد پیدا کیا جائے جس سے ان حکومتوں کی آئے دن کی مخالفتوں کا سد باب کیا جا سکے ایسی حالت میں ہندوستان کو جداگانہ حکومتوں میں تقسیم کرنا کسیطرح مناسب نہیں ہے۔ بیشک یورپ اور امریکہ میں بین الاقوامی اتحاد کا میلان پایا جاتا ہے اور ان براعظموں کے مدبروں نے ہیگ کانفرنس اور جمعیتہ اقوام کی شکل میں بین الاقوامی اتحاد کے لیے کچھ ذرائع بھی تجویز کئے مگر یہ ذرائع اپنے مقصد کے حصول میں قطعی طور پر ناکامیاب ثابت ہو چکے ہیں۔ ممکن ہے کہ آئندہ کوئی ایسا بین الاقوامی ادارہ تجویز ہو سکے جو آزاد حکومتوں کے بین الاقوامی تعلقات کو زیادہ مضبوط بنیادوں پر قایم کر سکے لیکن یہ ظاہر ہے کہ اس ادارہ سے آزاد حکومتوں کا تعلق دو ہی قسم کا ہو سکتا ہے اختیاری یا جبری۔ اختیاری تعلق کیصورت میں بین الاقوامی ادارہ میں دنیا کی آزاد حکومتیں اپنی آزاد مرضی کے ساتھ شامل ہونگی اور جبتک چاہینگی شامل رہینگی یہ صورت ہندوستان پر اسوقت چسپاں ہو گی کہ پہلے ہندوستان میں آزاد حکومتیں قایم ہو جائیں اور اسکے بعد ان حکومتوں کو بین الاقوامی اصول پر متحدہ ہندوستان پیدا کر کے بین الاقوامی ادارہ میں شامل ہونے کی دعوت دی جائے۔ اور جبری تعلق

کی صورت میں جسطرح دنیا کی دوسری آزاد حکومتوں کو بین الاقوامی ادارہ میں شامل ہونے پر مجبور کیا جائے گا اوسیطرح ہندوستان کی آزاد حکومتوں کو بھی متحدہ ہندوستان یا بین الاقوامی ادارہ میں شامل کیا جا سکے گا۔ بہرحال موجودہ حالات میں تو ان دونوں صورتوں میں سے کوئی صورت بھی درپیش نہیں ہی بلکہ برطانوی طاقت اور ہندو اکثریت کے دباؤ سے ہندوستان کی مختلف اقوام کو اونکی مرضی کے خلاف متحدہ حکومت کی زنجیروں میں جکڑا جا رہا ہی۔ پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ یورپ اور امریکہ میں اتحاد اقوام کے جو خیالات پائے جاتے ہیں اونکی بنا متحدہ قومیت نہیں بلکہ بین الاقوامیت ہے یعنی وہ مختلف اقوام کو ملا کر ایک قوم بنانا اور ان کو ایک حکومت میں رکھنا نہیں چاہتے بلکہ مختلف اقوام کو ایک ضابطہ میں منسلک کر کے اونکی باہمی پیچیدگیوں کو رفع کرنا چاہتے ہیں۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جداگانہ آزاد حکومتوں کے قیام سے ہندوستان بہت سی اور بہایت چھوٹی چھوٹی حکومتوں میں منقسم ہو جائے گا اور ان حکومتوں کے مالی اور فوجی وسائل خود ان حکومتوں کی حفاظت کیلئے بھی ناکافی ہونگے۔ اسمیں شبہ نہیں کہ جداگانہ آزاد حکومتوں کے اصول کے مطابق ہندوستان بہت سی چھوٹی بڑی حکومتوں میں اسیطرح منقسم ہو جائے گا جیسے یورپ اور بلقان بہت سی ایسی حکومتوں میں منقسم ہیں جن کی آبادی چند ہزار سے لیکر سولہ کروڑ

تنگ ہے اور اسمیں بھی شبہ نہیں کہ ان حکومتوں کے مالی اور فوجی وسائل بمقابلہ متحدہ ہندوستان کے اسیطرح محدود ہونگے جیسے کہ یورپین اور بلقانی حکومتوں کے بھی بمقابلہ متحدہ یورپ اور متحدہ بلقان کے محدود ہیں لیکن یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ ان باتوں کی وجہ سے آجتک دنیا کی کسی قوم نے اپنی جداگانہ آزاد حکومت سے دست بردار ہونا پسند نہیں کیا ہے اور اگر ایسے امور کی بنار پر اپنی جداگانہ آزاد حکومت سے دست بردار ہونا قوموں کی آزادانہ نشو و نما کے لئے مہلک نہ ہوتا تو بلاشبہ یورپ اور ایشیا کی بہت سی چھوٹی قومیں اپنی ہمسایہ بڑی قوموں کے ساتھ متحدہ قومیت بنانے اور متحدہ حکومت قایم کرنے پر بخوشی آمادہ ہو جاتیں خاصکر ٹرکی، ایران اور افغانستان نے تو اپنے آپ کو متحدہ قومیت میں ذم کر کے متحدہ حکومت ضرور قایم کر لی ہوتی کیونکہ اِن اقوام کو جو خطرات درپیش ہیں اون کے مقابلہ کے لئے اِن اقوام کے جداگانہ وسائل بالکل ناکافی ہیں، ٹرکی، ایران اور افغانستان کا متحدہ حکومت سے اجتناب کرنا اوس خیال کو بھی باطل کرتا ہے جسکی بنار پر یہ اندیشہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ ہندوستان کی جداگانہ مسلم حکومتیں کہیں بیرون ہند کی مسلم حکومتوں کے ساتھ ملکر متحدہ حکومت نہ قایم کر لیں۔ علاوہ ازیں اگر قوت دفاع کو بڑھانے کے لیے اُن اقوام ہند کی متحدہ حکومت کا قیام ضروری ہے جو قومیت کے تمام اجزار ترکیبی کے لحاظ سے بالکل مختلف ہیں تو پھر انگریزوں اور ہندوستانیوں کی متحدہ حکومت سے آزادی

حاصل کرنے کی موجودہ جدوجہد سراسر بے معنی ہے کیونکہ بحالت موجودہ متحدہ ہندوستان کا دفاع بھی بغیر برطانوی طاقت کے ممکن نہیں ہے اصل یہ ہے کہ غیر تمند اقوام اپنی قوت دفاع کو بڑھانے کیلئے دوسری اقوام سے مساوی شرائط پر اتحاد کو کر لیتی ہیں لیکن اس مقصد کے حصول کے لئے، اپنے آپ کو دوسری اقوام میں جذب کر کے متحدہ حکومت قایم نہیں کیا کرتیں۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہندوستان کی آزاد حکومتوں میں سے اگر کسی حکومت کے ہم قوم اوس حکومت کے حدود سے باہر دوسری حکومت یا حکومتوں میں سکونت رکھتے ہوں تو اون کے تحفظ دبہبود کیلئے کوئی ذریعہ نہیں ہوگا۔ میرے خیال میں ایسی حالت میں وہ تمام ذرائع استعمال کئے جا سکتے ہیں جو دنیا کی دوسری غیر قومی حکومتوں میں رہنے والوں کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں مثلاً:-

ایک یہ کہ ہر آزاد ہندوستانی حکومت میں دوسری قوم کے جو لوگ ہوں وہ اپنی جائے سکونت میں مستقل طور پر رہیں اور بجائے اوس حکومت کے جسمیں وہ رہتے ہوں اپنی قومی حکومت کی رعایا قرار پائیں اسطرح اون لوگوں کو اپنے تحفظ وبہبود کے وہ تمام ذرائع حاصل ہونگے جو دنیا کے تمام اون لوگوں کو حاصل ہو سکتے ہیں جو غیر قومی حکومتوں میں رہتے ہیں مثلاً وہ ذرائع جو انگلستان یا مصر میں رہنے والے اطالویوں کو حاصل ہیں۔

دوسرے یہ کہ ہر آزاد ہندوستانی حکومت میں دوسری قوم کے جو لوگ

ہوں وہ اپنی جائے سکونت میں عارضی طور پر رہیں اور بجائے اوس حکومت
کے جس میں وہ رہتے ہوں اپنی قومی حکومت کی رعایا قرار پائیں مگر ان لوگوں
کی تعداد کو اختیاری اور غیر جبری تبادلہ آبادی کے ذریعہ سے بتدریج کم کیا جائے
یعنی ہر حکومت میں رہنے والے غیر قوم کے لوگوں میں سے جو اور جتنے اپنی قومی
حکومت میں جانا چاہیں اونکا اور اونکی املاک کا وقتاً فوقتاً تبادلہ ہوتا رہے
اسطرح ایک طرف تو اون لوگوں کو جو ہندوستان کی کسی غیر قومی حکومت
میں رہتے ہوں اپنے تحفظ و بہبود کے وہ تمام ذرائع حاصل ہو جائینگے
جو دنیا کے اون تمام لوگوں کو حاصل ہو سکتے ہیں جو غیر قومی حکومتوں میں رہتے
ہیں اور دوسری طرف غیر قوم کے لوگوں کی تعداد کم ہوتے رہنے سے اوس
حکومت کی پیوستگی اور انتظامی سہولت میں اضافہ ہوتا رہے گا جس میں
سے ایسے لوگ کم ہو جائیں گے۔

تیسرے یہ کہ ہر آزاد ہندوستانی حکومت میں دوسری قوم کے جو لوگ
ہوں وہ اوسی حکومت کی رعایا قرار پائیں جس میں وہ رہتے ہوں اور اوسی
حکومت میں اپنی مستقل سکونت باقی رکھیں اور ہر حکومت اپنے حدود کے
اندر اپنی غیر قومی رعایا کے لئے وہ تمام مذہبی، تہذیبی، اقتصادی اور سیاسی
وغیرہ تحفظات منظور کرے جن کو وہ دوسری ہندوستانی حکومتوں سے
اونکی غیر قومی رعایا کے لئے منظور کرانا چاہتی ہو۔ کہا جائے گا کہ یہ تو وہی

تحفظات ہیں جو متحدہ ہندوستانی حکومت میں بھی اقلیات کو دے جا سکتے ہیں پھر جداگانہ آزاد حکومتوں کے قیام سے کیا فائدہ ہوا۔ بیشک تحفظات تو وہی ہیں لیکن متحدہ ہندوستان کی صورت میں ان تحفظات کی محتاج صرف اقلیتیں ہونگی اور تحفظات کی تعمیل کا انحصار متحدہ مرکزی حکومت میں صرف ہندو اکثریت پر ہوگا برخلاف اسکے جداگانہ آزاد حکومتوں کی صورت میں تحفظات کی محتاج اقلیتوں کی طرح باختلاف مقام اکثریت بھی ہوگی اور تحفظات کی تعمیل کا انحصار ایک مرکز کے بجائے تمام علیحدہ حکومتوں پر ہوگا۔

اس سلسلہ میں یہ امر ذہن نشین رہنا چاہیئے کہ ہندوستان کی آزاد حکومتوں میں سے کوئی حکومت بھی ایسی نہیں ہوگی کہ اوسکے ہم قوم تو دوسری حکومتوں میں آباد ہوں لیکن دوسری حکومتوں کے ہم قوم اوس حکومت میں آباد نہ ہوں اس صورت میں ہر حکومت کے لیئے دوسری قوم کے لوگوں کے تحفظ کا معاملہ باہمی داد و ستد اور جانبین کی سہولت کا معاملہ ہوگا یکطرفہ سہولت کا معاملہ نہ ہوگا ایسے معاملات آزاد حکومتوں میں نہایت آسانی سے طے ہو جاتے ہیں دقت صرف اوسوقت پیش آتی ہے جب کسی معاملہ کا مخالف اثر صرف ایک حکومت پر پڑتا ہو اور دوسری حکومت اوس کے مخالف اثر سے محفوظ ہو۔ جداگانہ حکومتوں میں غیر قوم کے عدم تحفظ یا تحفظات

کی عدم تعمیل کا اثر ہر حکومت کے ہم قوموں پر بھی پڑیگا اسلیے ہر حکومت تحفظات کی تعمیل کے لئے مجبور ہو گی لیکن متحدہ ہندوستان میں عدم تحفظ یا تحفظات کی عدم تعمیل کا اثر صرف غیر ہندو اقلیت پر پڑیگا اسلئے ہندو اکثریت کو تحفظات کی تعمیل میں کوئی دلچسپی نہیں ہو گی۔ بہر حال ہندوستان کی غیر قومی حکومتوں میں رہنے والوں کیلئے ویسی ہی دشواریاں ہو سکتی ہیں جیسی دنیا بھر میں غیر قومی حکومتوں میں رہنے والوں کو پیش آتی ہیں اور اُن دشواریوں کے رفع کرنے کے طریقے بھی وہی ہو سکتے ہیں جو دنیا بھر میں استعمال کئے جاتے ہیں لیکن ایسی دشواریوں کی وجہ سے آجتک دنیا کی کسی قوم نے بھی اپنی جداگانہ آزاد حکومت سے دست بردار ہونا پسند نہیں کیا ہے اور نہ آج ہندوستان کی کوئی ایسی قوم پسند کر سکتی ہے جو اپنی قومی ہستی کو باقی رکھنا چاہتی ہو۔

جداگانہ حکومتوں کے مخالفین ہندوستان میں جداگانہ آزاد حکومتوں کے قیام کی اصلی مخالف انگریز، ہندو اور کانگریسی مسلمان ہیں ضروری ہے کہ ان میں سے ہر ایک کی مخالفت کے اسباب پر سے پردہ اُٹھا دیا جائے۔

انگریز یہ مسلم ہے کہ محکوم اقوام میں اپنی حکومت کے قیام اور دوام کے موثر طریقہ کا تعین انگریزوں سے زیادہ کوئی نہیں جانتا۔ انگریزوں نے جسدن ہندوستان میں اپنی حکومت قایم کی اُسی دن یہ طے کر لیا تھا کہ اس حکومت کو دوامی ہونا چاہئے۔ ہندوستان میں انگریزی حکومت کا دوام صرف اس صورت میں ممکن ہے کہ انگریزی

حکومت کے خلاف اقوام ہند کے متحدہ محاذ کو ناممکن بنا دیا جائے اب اگر ہندوستان میں متحدہ حکومت کی صورت میں اقوام ہند کا انگریزوں کے خلاف متحدہ محاذ قایم کر لینا ممکن اور جداگانہ حکومتوں کی صورت میں ایسا متحدہ محاذ ناممکن ہوتا تو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ انگریز ہندوستان میں متحدہ نظام حکومت کو ہرگز قایم نہ کرتے بلکہ وہ ابتدا ہی سے ہندوستان میں جداگانہ نظام حکومت قایم کرتے خاصکر ایسی حالت میں کہ انگریزوں نے اپنی آمد کے وقت ہندوستان کو جداگانہ حکومتوں میں منقسم پایا اور جداگانہ حکومتوں ہی سے حاصل کیا تھا مگر انگریز جانتے تھے کہ ایسی مختلف اقوام جیسی کہ ہندوستان میں موجود ہیں صرف جداگانہ حکومتوں کی صورت میں ہی ایک دوسرے سے محفوظ اور مطمئن ہو کر فریق ثالث کے مقابلہ میں متحد ہو سکتی ہیں اور متحدہ نظام حکومت میں ایسی مختلف اقوام کا ایک دوسرے سے بدگمان اور باہم دست و گریباں رہنا یقینی ہے یہی وجہ ہے کہ انگریزوں نے ہندوستان میں جداگانہ حکومتوں کے قیام کو پسند نہیں کیا کیونکہ ایسی حکومتوں کا لازمی نتیجہ وہی تھا جو آزادی بلقان کی صورت میں برآمد ہو چکا تھا اور جسکا آزادی ہند کی صورت میں برآمد ہونا یقینی تھا برخلاف اسکے انگریزوں نے ہندوستان میں متحدہ نظام حکومت قایم کر کے "لڑاؤ اور حکومت کرو" کے اصول پر حکومت کرنا شروع کر دی اور آج مطمئن ہیں کہ جبتک متحدہ نظام قایم ہے انکی حکومت کو ہندوستان میں کوئی خطرہ نہیں ہو سکتا۔

یہ بات تو ہر شخص جانتا ہے کہ ہندوستان میں انگریزوں کا اصول حکمرانی "لڑاؤ اور

حکومت کرو" ہے لیکن اس بات کو بہت کم لوگ سمجھتے ہیں کہ اس اصول کو عمل میں لانے کا ذریعہ ہندوستان کا متحدہ نظام حکومت ہے۔

ہندو ہندوستان کے جن حصص میں ہندو اکثریت میں ہیں وہاں اونکی حکومت کے قیام سے کسی کو بھی انکار نہیں لیکن ہندو چاہتے ہیں کہ جن حصص ہند میں دوسری اقلیات کو مقامی اکثریت حاصل ہے وہاں بھی ہندو حکومت قایم ہوجائے ہندوؤں کی یہ خواہش صرف متحدہ نظام حکومت کی صورت میں پوری ہو سکتی ہی جداگانہ آزاد حکومتوںکی صورت میں کسیطرح پوری نہیں ہو سکتی لہذا ہندوؤں کا جداگانہ آزاد حکومتوں کے قیام کی مخالفت کرنا بالکل فطری بات ہی۔

کانگریسی مسلمان حالات نے کچھ ایسی صورت اختیار کرلی ہی کہ اگر جداگانہ حکومتیں قایم ہوجائیں تو ہندوستان کی سیاست میں کانگریسی مسلمانوں کے لئے کوئی جگہ باقی نہیں رہتی۔ ظاہر ہے کہ جداگانہ حکومتوں میں جب انتخابات عمل میں آئینگے تو تمام مسلمان اون غیر کانگریسی مسلمانوں کو ووٹ دینگے جن کی کوشش سے جداگانہ حکومتیں قایم ہوئی ہونگی اور کانگریسی مسلمانوں کو جنہوں نے ہندوؤں کیساتھ ملکر جداگانہ حکومتوں کی مخالفت کی ہوگی، جداگانہ حکومتوں میں ووٹ ملنا ناممکن ہوجائیگا اسلئے اگر انگریز جداگانہ حکومتون کی مخالفت کرنے میں معذور ہیں اسلئے کہ ان حکومتوں کے قیام سے انگریزونکی ہندوستانی شہنشاہی کو خطرہ ہے نیز اگر ہندو جداگانہ حکومتون کی مخالفت کرنے میں معذور ہیں اسلئے کہ ان حکومتون کے قیام سے تمام ہندوستان

میں ہندو حکومت قایم کرنے کی خواہش پوری نہیں ہو سکتی تو بے شک کانگریسی مسلمان بھی جداگانہ حکومتوں کی مخالفت کرنے میں معذور ہیں اسلئے کہ قدرتی طور پر ایسی حکومتوں میں کانگریسی مسلمانوں کے لئے ملکی سیاست اور حکومت کا میدان تنگ ہو جائیگا پس جداگانہ حکومتوں کی مخالفت کے سلسلہ میں انگریزوں ہندوؤں اور کانگریسی مسلمانوں کا رویہ خود غرضانہ تو ضرور ہے لیکن احمقانہ ہرگز نہیں۔

جداگانہ حکومتیں اور اقلیات ہندوستان کی تمام اقلیتیں اگر اپنی جداگانہ قومی حیثیت کے تحفظ کی خواہاں ہوں تو خواہ وہ متحدہ حکومت کو پسند کرتی ہوں یا جداگانہ حکومتوں کو اونکے لیے ضروری ہے کہ وہ کم از کم اصولی طور پر ہندوستان کے لئے جداگانہ آزاد حکومتوں کے اصول کی حمایت کریں۔ واضح رہے کہ ایک چیز بالفعل جداگانہ حکومتیں قایم کرنا ہے اور دوسری چیز جداگانہ حکومتیں قایم کرنیکا حق آئندہ کے لئے محفوظ کرلینا ہے ایک اقلیت اگر اسوقت اپنی جداگانہ حکومت قایم نہیں کرنا چاہتی تو نہ چاہے لیکن اوسکا یہ حق محفوظ رہنا چاہیے کہ اگر وہ آئندہ جداگانہ حکومت قائم کرنا چاہے تو کر سکے اگر یہ اصول تسلیم کرلیا جائے کہ ہندوستان کی ہر اوس بڑی اور چھوٹی قوم کو جو اپنے آپ کو جداگانہ قوم یقین کرتی ہو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ ایسی رقبہ جات کے اندر جہاں اوسکی اکثریت ہو جب چاہے اپنی جداگانہ آزاد حکومت قائم کرلے۔ تو اوس سے یہ فائدہ ہوگا کہ جس اقلیت کو اکثریت پر اعتماد ہوگا

وہ اکثریت کے ساتھ متحدہ حکومت میں شامل ہو جائے گی اور جبتک اعتماد باقی رہے گا شامل رہے گی جب اعتماد زائل ہو جائے گا تو اپنی جداگانہ حکومت قایم کرے گی اسطرح اکثریت کو اقلیت کا اعتماد حاصل کرنے اور باقی رکھنے کی ضرورت ہمیشہ محسوس ہوتی رہیگی لیکن اگر کسی اقلیت نے اپنی آزادی اور علیحدگی کے حق کو آئندہ کے لئے محفوظ کرائے بغیر بلا شرط اور ناقابل تقسیم طور پر اکثریت کے ساتھ متحدہ حکومت میں رہنا پسند کر لیا تو آئندہ علیحدگی دشوار ہو جائیگی چاہے اکثریت کا برتاؤ اقلیت کے ساتھ کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی کہ کنیڈا وغیرہ انگریزی نوآبادیات تو برطانوی حکومت میں اسطرح شامل ہوں کہ انکی آزادی اور علیحدگی کا حق دستور میں محفوظ ہو اور ہندوستانی اقلیتیں ہندو اکثریت کے ساتھ متحدہ حکومت میں اپنے حق آزادی و علیحدگی کے تحفظ کے بغیر ہی شامل رہیں۔

یہانتک اصولی حیثیت سے بحث تھی اب ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ اقلیتوں کا عام میلان عملاً متحدہ حکومت کی طرف ہے یا جداگانہ حکومت کی جانب۔ یہ تو ظاہر ہے کہ کسی قوم کے تحفظ، تعلیم، تہذیب، اقتصاد، اخلاق اور ادب ان سب کے مجموعہ کے اہتمام کا نام قومی سیاست ہے اور اُن سب کی نگراں و مہتمم قومی حکومت ہوا کرتی ہے اس لیے کانگریس کو جو متحدہ قومیت کا مرکز اور متحدہ قومی حکومت کا مخرج ہے ہندوستان کی متحدہ اور واحد قوم کی تمام مندرجہ بالا ضروریات

منضم ہونا چاہیئے پس جو اقلیتیں یا اقلیتوں کے جو افراد کانگریس کے حامی ہوں اونکو یہ حق کسیطرح نہیں پہونچتا کہ مندرجہ بالا قومی ضروریات کے اہتمام کے لئے بجائے متحدہ قومی اداروں کے جداگانہ ادارے قایم کریں کیونکہ جب ہندوستان میں ایک متحدہ قوم ہی بستی ہے تو اس متحدہ قوم کی ضروریات کا اہتمام بھی متحدہ ہی ہونا چاہیئے۔ قومی ضروریات کے اہتمام کیلئے جداگانہ اداروں کا قیام تو اون اقلیتوں یا اقلیتوں کے اون افراد کا کام ہے جو متحدہ قومیت، متحدہ حکومت اور کانگریس کے مخالف ہوں اب دیکھئے کہ حقیقت حال کیا ہے واقعہ یہ ہے کہ وہ تمام اقلیتیں اور اقلیتوں کے وہ تمام افراد جو کانگریس کے موافق ہوں یا مخالف سبنے اپنی اپنی قومی ضروریات کیلئے جداگانہ قومی ادارے قایم کر رکھے ہیں یہ ادارے ناقابل تردید طور پر بزبان حال اعلان کر رہی ہیں کہ ہندوستان کی اٹھارہ لاکھ میل مربع زمین پر کوئی ایک اقلیت یا کسی اقلیت کا کوئی ایک فرد ایسا نہیں ہے جو ہندوستان میں متحدہ قوم کے وجود کو عملاً تسلیم کرتا ہو اور اس متحدہ قوم کی ضروریات کے اہتمام کیلئے متحدہ قومی حکومت کی علمبردار یعنی کانگریس پر اعتماد رکھتا ہو۔ سکھوں اور مسلمانوں میں سے کچھ لوگ اپنے آپ کو کانگریس کے متحدہ قومیت اور متحدہ حکومت کے نظریہ کا حامی بتاتے ہیں لیکن جب اون سے کہا جاتا ہے کہ وہ سکھ لیگ، مجلس احرار اور جمعیتہ علمار کو توڑ دیں تو وہ برہم ہو جاتے ہیں ان لوگون کی برہمی بتاتی ہے کہ خود حامیان متحدہ حکومت کے نزدیک بھی ہندوستان میں متحدہ حکومت ناقابل عمل اور ناقابل اعتماد ہے۔

اب واضح ہو گیا ہو گا کہ ہندوستان میں اسوقت بھی مختلف اقوام کے جداگانہ ادارن کیصورت میں جداگانہ نظام موجود ہیں اِن جداگانہ نظاموں اور جداگانہ حکومتوں میں بلحاظ نتیجہ کے اگر کچھ فرق ہی تو صرف اتنا کہ اسوقت بیرونی اقتدار کی موجودگی میں ہم ان اداروں کو جداگانہ نظام سمجھتے ہیں جسوقت بیرونی اقتدار رخصت ہوا تو یہی جداگانہ نظام ہمکو جداگانہ حکومتوں کی صورت میں نظر آنے لگین گے اور متعلقہ اقوام میں کوئی سمجھوتہ نہ ہونیکی وجہ سے باہم نہایت شدت کیساتھ متصادم ہو نگے۔ کیا اچھا ہو کہ متعلقہ اقوام باہمی سمجھوتہ سے جداگانہ حکومتیں قایم کر کے اوس چیز کو اصولاً بھی تسلیم کر لیں جو عملاً ہندوستان میں ہر جگہ موجود ہے کیونکہ باہمی سمجھوتہ سے جداگانہ حکومتوں کا قیام ہی ایسی چیز ہے جس کے ذریعہ سے اقوام ہند کے آئندہ تصادم کو روکا جا سکتا ہے۔

اقلیات کے فرائض | بہر حال جبکہ واضح ہو گیا کہ ہندوستان کی آزادی بغیر جداگانہ آزاد حکومتوں کے قیام کے ممکن نہیں ہے اور متحدہ حکومت آزادی کے راستہ کی سب سے بڑی رکاوٹ ہے اور جب یہ بھی ثابت ہو چکا کہ ہندوستان کی تمام اقلیتوں کے متفقہ عمل اور تمام اقلیتی اداروں کے مجموعی وجود نے ہندوستان میں متحدہ قومیت اور متحدہ قومی حکومت کے خیال کو خوابِ پریشان بنا رکھا ہے تو اب وقت آگیا ہے کہ ہندوستان کی تمام اقلیتیں اپنی بے حقیقتی اور ناکارگی کے احساس کو ہمیشہ کیلئے خیر باد کہکر آزادی ہند کے مسئلہ کو اپنے ہاتھ میں لیں۔ پہلے تو سب ملکر اپنی اپنی جداگانہ آزاد حکومتوں کے لئے مناسب علاقوں کا تعین کریں پھر متحدہ جد و جہد سے ان

مطبوعہ برقی الیکٹرک پریس بریلی — آر۔ ایس لال رستوگی پرنٹر

علاقوں میں جداگانہ حکومتیں قایم کرائیں اسکے بعد ہندوستان کی کامل آزادی یقینی ہے
اور اسمیں کوئی بڑی سے بڑی طاقت حائل نہیں ہوسکتی۔ میں سمجھتا ہوں کہ جسوقت
اقلیتوں نے ملکر اپنی حکومتوں کے لیئے علاقوں کا تعین شروع کیا تو اوسوقت
اکثریت کا اس کارروائی سے علیحدہ رہنا خود اکثریت کے لیئے مہلک ہوگا اور اکثریت
مجبور ہوگی کہ علاقوں کی تقسیم میں شریک ہوکر اپنا مناسب حصہ محفوظ کرائے۔

مسلم لیگ کی پوزیشن

اس جگہ یہ بات بھی قابلِ اظہار ہے کہ گذشتہ مارچ میں
مسلم لیگ نے مسلم اکثریت والے علاقوں میں جداگانہ آزاد حکومتوں کے قیام کا
فیصلہ کیا ہے لیکن اس سلسلہ میں دیگر اقوام ہند کا کوئی ذکر نہیں کیا ایسا کرنے کی اصل
وجہ یہ ہے کہ مسلم لیگ کسی معاملہ میں بھی ہندوستان کی ایک قوم کو دوسری قوم
کے خلاف اشتعال دلانا نہیں چاہتی مسلم لیگ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ اگر دیگر اقوام
ہند کے قومی ادارے اپنی جداگانہ آزاد حکومتوں کے قیام کا فیصلہ کرنا چاہیں
تو اونکو اپنی اپنی قوم کی فلاح و بہبود اور آزادانہ قومی نشو و نما کے لحاظ سے
ایسا کرنا چاہیے محض مسلم لیگ کی تقلید میں نہ کرنا چاہیئے۔ بہر حال یہ یقینی ہے
کہ اگر ہندوستان کی کسی قوم نے اپنی جداگانہ آزاد حکومت کے قیام کا فیصلہ کیا
تو مسلم لیگ اپنی پوری طاقت کے ساتھ اوسکی تائید کرے گی۔

آخر میں میں یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر کسی صاحب کو اس رسالہ میں ظاہر کیئے
ہوئے خیالات کے کسی حصہ سے اختلاف ہو اور وہ سنجیدگی اور استدلال کیساتھ اپنے اختلاف کو
ظاہر فرمائیں تو میرے لیئے باعث شکر گذاری ہوگا۔ فقط